التنقیح فی التلقیح
المعروف
کھجوری پیوندکاری
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملّت مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
نور اللہ مرقدہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین

و علیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ اجمعین

امابعد! اَہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "ماکان ومایکون" (جو ہوا اور جو ہو گا) کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا ہے اسے دورِ حاضرہ کے عرف میں علم کُلی کہا جاتا ہے۔ منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کوشش میں ہیں کہ کسی طریقہ سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کُلی نہ تھا وہ اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی علم غیب نہ تھا اگر تھا تو جزوی یعنی بعض چیزوں کا علم تھا اور بعض کا نہ تھا اس لئے وہ دوسرے سوالات کی طرح حدیث تلقیح [1] پیش بھی پیش کرتے ہیں۔ فقیر نے ان کے رد میں یہ رسالہ لکھا اور اس کا نام رکھا "اَلتَّنۡقِیۡحُ فِی التَّلۡقِیۡح" عرف "کھجوری پیوندکاری"

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

---

[1] حدیثِ تلقیح کھجور کے درختوں کو پیوند لگانے کے حوالے سے حدیث ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔
عَنۡ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ أَصۡوَاتًا فَقَالَ مَا هَذَا الصَّوۡتُ قَالُوا النَّخۡلُ يُؤَبِّرُونَهَا فَقَالَ لَوۡ لَمۡ يَفۡعَلُوا لَصَلَحَ فَلَمۡ يُؤَبِّرُوا عَامَئِذٍ فَصَارَ شِيصًا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنۡ كَانَ شَيۡئًا مِنۡ أَمۡرِ دُنۡيَاكُمۡ فَشَأۡنُكُمۡ بِهِ وَإِنۡ كَانَ مِنۡ أُمُورِ دِينِكُمۡ فَإِلَيَّ
(سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب تلقيح النخل، 825/2، الحديث: 2471، المكتبة العلمية)

**مقدمہ**﴾علمِ کُلی پر اہل سنت کے دلائل بے شمار ہیں کچھ فقیر نے اپنی تصنیف "غاية المامول فی علم الرسول" میں عرض کئے ہیں بطورِ نمونہ چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

**احادیث مبارکہ علمِ کُلی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم**﴾ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے اس مقام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے کو ہے سب بیان فرمایا اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کو میرے ان یاروں کو علم ہے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا پس اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کرلیتا ہوں جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتا ہے جب وہ اس سے غائب ہو جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو اسے باتفصیل پہچان لیتا ہے۔[2] (مشکوٰۃ)

**علمِ کُلی پر صحابہ کا عقیدہ**﴾ابو زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہوگئی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر آئے اور نماز پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو کچھ واقع ہوچکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی پس ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہ زیادہ عالم ہے۔[3] (مسلم ، مشکوٰۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ لیا پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔[4]

(مسلم شریف)

**آنے والے حالات اور عقیدۂ صحابہ**﴾حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔[5] (بخاری و مسلم)

---

[2] (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الأول، 1480/3، الحديث: 5379-(1)، المكتب الإسلامي)

[3] (صحيح مسلم ، كتاب الفتن وأشراط الساعة ، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2217/4، الحديث:(5149)-2892، دار إحياء الكتب العربية)

(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل ، باب المعجزات، الفصل الثالث، 1670/3، الحديث: 5936-(69)، المكتب الإسلامي)

[4] (صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن ، 332/1، الحديث:(5149)-2892، دار إحياء الكتب العربية)

[5] (صحيح البخاري ، كتاب المظالم ، باب الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة في السطوح وغيرها ، 1166/3، الحديث: 3020، دار ابن كثير سنة النشر: 1414هـ/1993م)

**فائدہ**﴾ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح ہے جیسے اپنا کفِ دست (ہاتھ کی ہتھیلی)۔ خیال رہے کہ عالم کہتے ہیں ماسوا اللہ کو۔ تمام عالم اجسام، عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان، عالم ملائکہ، عرش وفرش غرضیکہ ہر چیز پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہے اور عالم میں لوحِ محفوظ بھی ہے جس میں سارے حالات ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے سارے واقعات پر بھی اطلاع رکھتے ہیں۔

**توثیق عقیدہ**﴾حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری کائنات میں جو کچھ ہو گا ہونے والا ہے سب کی اطلاع صحابہ کرام کو دے دی اور پھر ایک دن کی قلیل مدت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری دنیا کے وقائع وحوادث (واقعات وحادثات) اور عجائب وغرائب کی اطلاع دینا دوسرا معجزہ ہے۔

عمدة القاری شرح بخاری میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائے دنیا سے لے کر انتہا تک کے تمام حالات کو:

وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة [6]

یعنی ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا ایک بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں  
ذرہ ہے کون سا تیری جس پر نظر نہیں

**مزید احادیث**﴾ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ [7]

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش (دنیا کی پیدائش) کی خبر دی یہاں تک کہ جنتی اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور دوزخی اپنی منزلوں کو۔ یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

اس جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی۔

(۱) عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی۔

(۲) پھر عالم کی انتہاء کس طرح ہو گی یعنی از روزِ ازل تا قیامِ قیامت ایک ایک ذرہ وقطرہ بیان کر دیا۔

---

(صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، 2211/4، الحديث: (5135)-2885، دار إحياء الكتب العربية)

[6] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء فى قول الله تعالى وهو الذى يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه (الروم 27)، 110/15، الحديث: 3020، دار إحياء التراث العربي)

[7] (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه، 1166/3، الحديث: 3020، دار ابن كثير سنة النشر: 1414هـ/1993م)

مسلم سے بروایت عمرو ابن اخطب اسی طرح منقول ہے مگر اس میں اتنا اور ہے: فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا [8]

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش ہونے والی تھیں پس ہم سے سب بڑا عالم وہ ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

صحیح مسلم میں بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ [9]

یعنی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو بیان کر دیا جس نے ان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔

مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا [10]

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

حضرت عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى فَقُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ يَا رَبِّ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ [11]

یعنی میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا اس نے دریافت کیا ملأ اعلیٰ [12] کے لوگ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی پس تمام آسمان و زمین کی چیزوں کو میں نے جان لیا۔

شرح مواهب للدنيه میں حضرت عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے ہے: إن الله قد رفع لی الدنيا، فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفى هذه [13]

---

[8] (صحيح مسلم شريف، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2217/4، الحديث: (5149)-2892، دار إحياء الكتب العربية)

[9] (صحيح مسلم شريف، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2217/4، الحديث: (5147)-2891، دار إحياء الكتب العربية)

[10] (صحيح مسلم شريف، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، 2216/4، الحديث: (5144)-2889، دار إحياء الكتب العربية)

[11] (سنن الدرامی، كتاب الرؤيا، باب فی رؤية الرب تعالیٰ فی النوم، 1365/2، الحديث: 2195، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412 هـ 2000 م)

(مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، 232/1، الحديث: 748-(60)، المكتب الإسلامي)

[12] ملأ اعلیٰ سے مراد: عالم بالا کے مقرب فرشتے ہیں۔

[13] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث: في أنبائه صلي الله عليه وسلم بالأنباء المغيبات، 95/3، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے: فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ [14]

یعنی پس میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

مسند امام احمد بن حنبل میں بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے: لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا [15]

یعنی ہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال پر چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پَر بھی نہیں ہلاتا اس کا بھی ہم کو علم بتادیا۔

**خلاصہ**﴾ ان جملہ احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتا بھی دیا۔

**سوال**﴾ بعض کمزور دماغوں اور مغربیت زدہ لوگوں کو وہم پڑتا ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کے جملہ واقعات کس طرح بیان کردیئے۔

**جواب ۱**﴾ یہ وہم اس دماغ میں پیدا ہو سکتا ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے انکار ہے ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کمال آپ کے کمالات کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ہمارے مخالفین مانتے ہیں کہ وہ تھوڑے سے عرصہ میں زبور کو پڑھ لیتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ [16]

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام پر (زبور) کو اس قدر ہلکا کردیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کو زین لگانے کا حکم دیتے تھے تو آپ ان کی زین سے پہلے زبور پڑھ لیتے تھے۔ یہ حدیث اس جگہ اس لئے بیان کی گئی کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں از اول تا آخر واقعات بیان فرمادیئے تو یہ بھی معجزہ تھا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام آن کی آن میں ساری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔

**جواب ۲**﴾ جملہ محدثین اور شارحین احادیث متفق ہیں کہ تھوڑے سے عرصہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ واقعات بیان کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:

---

[14] (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ ص، 344/5، الحدیث: 3235، دار الکتب العلمیۃ)

[15] (مسند الإمام أحمد، مسند الأنصار رضي الله عنهم، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه، 153/5، الحديث: 20854، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[16] (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَى (وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا) الخ، 1256/3، الحدیث: 3235، دار ابن کثیر، سنۃ النشر: 1414ھ/1993م)

عینی شرح بخاری میں ہے:وفيه دلالة على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها[17]

یعنی اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے احوال کی از ابتداء تا انتہا خبر دے دی۔

مرقاۃ میں ہے:

(قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله زوى لي الأرض) أي: جمعها لأجلي. قال التوربشتي: زويته جمعته وقبضته. يريد به تقريب البعيد منها حتى اطلع عليه اطلاعه على القريب منها، وحاصله أنه طوى له الأرض وجعلها مجموعة كهيئة كف في مرآة نظره، ولذا قال: (فرأيت مشارقها ومغاربها أي: جميعها (وإن أمتي سيبلغ ملكها ما زوي لي منها[18]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایابیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو آراستہ کیایعنی اُسے میری خاطر بنایا توربشتی نے کہا"زویت"کا مطلب جمع کرنا، قدرت میں رکھنا اور یہاں مراد دور کو قریب کرنا ہے۔یہاں تک کہ اُنہیں خبر ہوتی ہے قریب سے (یعنی دور بھی قریب)اس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور جمع کر دیا ہے جیسے ہتھیلی نظر آتی ہے اور بیشک حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پس میں نے دیکھا زمین کے مشارق و مغارب یعنی تمام اطراف اور بیشک میراامتی عنقریب پالے گا زمین کی وہ چیزیں جو میرے لئے آراستہ کی گئیں ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

(فعلمت)، أي: بسبب وصول ذلك الفيض (ما في السماوات والأرض): يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي جميع الكائنات التي في السماوات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، "والأرض" هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع، بل وما تحتها، كما أفاده إخباره عليه السلام عن الثور والحوت اللذين عليهما الأرضون كلها[19]

یعنی اس فیض کے پہنچنے سے ہم نے تمام وہ چیزیں جان لیں جو آسمانوں وزمین میں وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے بنائیں فرشتے اور درخت وغیرہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وسیع علم کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا۔ابن حجر نے فرمایا کہ جان لی وہ تمام مخلوقات جو آسمان (بلکہ جو اس کے اوپر ہے جیسا کہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے)اور زمین میں ہے اور تمام وہ چیزیں جو ساتوں زمین بلکہ جو اس سے نیچے ہیں جیسا کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جس میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیل اور مچھلی کی خبر دی ہے جن پر زمینیں قائم ہیں۔

---

[17] (عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ وھو أھون (الروم 27)، 110/15، الحدیث: 3020، دار إحیاء التراث العربي)

[18] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ، 3676/9، دار الفکر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

[19] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، 608/2، الحدیث: 725، دار الفکر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

پس دانستم ہر چہ درآسمانہا وہر چہ درزمین ہابود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی واحاطہ آں [20]

یعنی چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوئی ہوں یا کُلی۔

زرقانی شرح مواہب میں ہے: أي أظهر وكشف لي الدنيا بحيث أحطت بجميع ما فيها، فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفي هذه إشارة إلى أنه نظر حقيقة، دفع به احتمال أنه أريد النظر العلم [21]

یعنی ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کر لیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقتاً ملاحظہ فرمایا یہ احتمال دفع ہو گیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

ولا شك أن الله تعالى قد أطلعه على أزيد من ذلك، وألقى عليه علم الأولين والآخرين [22]

یعنی اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا اور آپ کو ساری اگلی پچھلی اشیاء کا علم دیا۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں: (يخبركم بما مضى)، أي: بما سبق من خبر الأولين ممن قبلكم (وما هو كائن بعدكم) أي من نبأ الآخرين في الدنيا ومن أحوال الأجمعين في العقبى. [23]

یعنی تم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگلوں کی گزری ہوئی خبریں دیتے ہیں اور پچھلوں کی خبریں وہ بھی بتاتے ہیں جو دینوی حالات اور آخرت کے تمام حالات۔

فيه مع كونه من المعجزات دلالة على أن علمه تعالى محيط للكليات والجزئيات من الكائنات وغيرها [24]

---

[20] (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، 333/1، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

[21] (شرح المواهب اللدنية، الفصل الثالث فی انباۂ صلی اللہ علیہ وسلم بالأنباء المغيبات، 10/123، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417ھ 1996م)

[22] (المواهب اللدنيه، الفصل الثالث فی انباۂ صلی اللہ علیہ وسلم بالأنباء المغيبات، 130/3، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

[23] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، 3822/9، الحديث: 5927، دار الفكر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

[24] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، باب الملاحم، 3414/8، الحديث: 5422، دار الفكر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس میں دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کُلی جزی واقعات کو محیط ہے۔

**نتیجہ** محدثین کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے از ازل تا ابد ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ فرمارہے ہیں جیسے کوئی اپنے ہاتھ میں آئینہ لے کر اس کو دیکھتا ہے۔

یہ بھی یادرہے کہ خصوصیت سے مذہبی لیڈروں کی نشاندہی بھی فرمائی چنانچہ **ابو داؤد شریف** میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل فرماتے ہیں: وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ [25]

یعنی خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت تک کسی فتنے کا بانی ہوگا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہوگی یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام اور قبیلے تک کا نام ہمیں بتادیا۔

**فائدہ** سب کو معلوم ہے کہ جتنے بدمذاہب ہیں ان ہر ایک کا امام مُقتَدا (جس کی پیروی کی جائے) ضرور ہے مثلاً قادیانیوں کا غلام احمد، خاکساریوں کا عنایت اللہ مشرقی، نیچریوں کا سرسید علی گڑھی، شیعوں کا عبداللہ بن سبا اور وہابیوں کا محمد بن عبدالوہاب (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "فرقے ہی فرقے") آپ ان لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کو جانتے ہیں۔

اسی لئے دلائل مذکورہ بالا کی روشنی میں ہمارا دعوی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی ہر شے کو جانتے ہیں اسی میں "تلقیح" بھی ہے لیکن دشمنانِ اسلام نے سعی خام (ناکام کوشش) کی ہے فقیر اس کی وضاحت عرض کرتا ہے۔

## باب ۱

**واقعۂ تلقیح** اس کا لغوی معنی ہے "کھجوروں کی پیوند کاری" کھجوروں کی پیوند کاری کا واقعہ یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو نر کھجوروں کا شگوفہ مادہ کھجور میں منتقل کررہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو درست ہوتا؟ نتیجہ کھجور ردی پیدا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہاں سے گزرے اور پوچھا تمہاری کھجوروں کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ کہا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے امورِ دنیوی کو زیادہ جانتے ہو۔ [26] **(مسلم)**

---

[25] (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، 95/4، الحدیث: 4243، المکتبة العصریة)

[26] (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعا، دون ما ذكره صلى الله عليه وسلم من معايش الدنيا، على سبيل الرأي، 1836/4، الحديث: (4358)-2363، دار إحياء الكتب العربية)

**سوال﴾** عصمتِ انبیاء کے منکرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے معاملات میں غلطی کرسکتے ہیں اور وہ اپنی بات منوانے کے لئے کہتے کہ آپ نے فلاں فلاں امر میں غلطی کی۔

**جواب﴾** اجمالاً یوں کہا جائے گا کہ حق یہی ہے کہ حق کی پیروی کی جائے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال ایک دوسرے کی وضاحت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقوال وافعال باہم اگر متشابہ بھی ہوتے ہیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ارادہ اور غیر اراد دونوں طرح کی خطاء کرنے سے محفوظ فرمایا۔

حدیث تلقیح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کا سبق سکھانا تھا اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تلقیح سے روکا تاکہ وہ توکل کے اسباق میں کامیاب ہوں لیکن ان سے توکل نہ ہوسکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اجازت بخش دی اس میں غلطی کا کون سا پہلو ہے جبکہ استاد معلم شاگروں کو تعلیم کے اطوار بدلتا رہتا ہے تو اس طور کی تبدیلی کو کوئی خطا سے تعبیر کرے تو وہ خود خطاکار ہے۔

**سوال﴾** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیوند کاری کے فن سے ناواقف تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی سے روک دیا جب صحابہ کا کام نہ بنا تو انہوں نے شکایت کی تو آپ نے صاف فرمایا کہ " أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ "[27]

یعنی تم اپنے امور دنیوی کو زیادہ جانتے ہو۔

ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی نہ تھا۔

**جواب﴾** یہ یاد رہے کہ حدیث شریف میں علم یا لاعلمی کی بحث نہیں صرف "أَنْتُمْ أَعْلَمُ الخ" کے جملہ سے مخالفین اپنا دعویٰ ثابت کر لیا حالانکہ یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو توکل کے درس میں ناکامی کے بعد فرمایا جو من وجہ (ایک طرح سے) غصہ کے اظہار کے لئے تھا نہ کہ لاعلمی سے ورنہ ہم ثابت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قوم میں تربیت پائی وہ کھجور کاشت کرنے سے متعلق پورا علم رکھتے تھے اور کھجوروں کے درختوں کی حفاظت، پیوند کاری اور کاشت کے بارے میں رائج طریقوں سے کما حقہ باخبر تھے۔ ایسے حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی کاشت، پیوند کاری کے بارے میں فصل کو بہتر بنانے کے زرعی اصولوں سے آگاہی حاصل نہ تھی خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ پیوند کاری کا عمل کھجوروں کی کاشت کے ضمن میں کوئی سربستہ راز یا نادر علم نہ تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاشرے سے تعلق رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کھجور کی فصل سے متعلق وہ تمام معلومات حاصل تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاقے کے دیگر لوگ رکھتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیوند کاری سے اس لئے روکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ایک بات مُنْکَشِف (ظاہر) کردیں جو وہ از خود حاصل نہ کرسکتے ہیں یعنی درسِ توکل۔ اس کی تفصیل آئے گی۔

---

[27]) حوالہ مذکورہ

**جواب ۲**﴾رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم وفنون سے بَہْرَہ وَر (فائدہ اُٹھانے والا) فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتاتے رہتے تھے اور ہر شے کے بارے میں ان سے بحث بھی فرماتے تھے جیسا کہ طبرانی نے ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا تو اس وقت تک ہوا میں پَر پھیلانے والے ہر پرندے کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کر چکے تھے۔

اس حدیث کے علاوہ بے شمار روایات شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح علومِ دینی کے عالم تھے فنونِ دنیویہ سے بھی کُلی طور پر واقف تھے۔ اسی لئے ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیوند کاری سے خوب واقف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روکنا کسی اور مقصد کے لئے تھا جب صحابہ نے وہ مقصد حاصل نہ کیا تو بامحاورہ عرب وعجم فرمایا کہ تم جانو تمہارا کام۔ اس کے متعلق مختصر بیان آئے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

**جواب ۳**﴾جیسا کہ اوپر بار بار عرض کیا ہے کہ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درسِ توکل سکھایا لیکن صحابہ کرام اس سے بے خبر تھے اسی لئے عُجْلَت (جلدی) کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ علم کے باوجود لاعلمی جیسی صورت بنالیتے لیکن اس سے مقصد درسِ توکل ہوتا۔ چند مشاہدات ملاحظہ ہوں

حضرت ابو رافع قطبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھنی ہوئی بکری تیار کرکے پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو رافع اس کا ایک دست مجھے دو میں نے اس کا ایک دست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایک دست طلب فرمایا میں نے حسبِ سابق پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر طلب کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے تو دو ہی دست ہوتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابو رافع خاموش رہتا تو وہ مجھے دست دیتا جاتا جب تک کہ میں اس سے مانگتا جاتا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا دست بہت پسند تھا۔ [28]

مجمع الزوائد میں احمد اور طبرانی رضی اللہ عنہم نے کئی طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ایک روایت کے مطابق ابو رافع نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری بھوننے کا حکم دیا میں نے ان کے لئے تیار کی۔ [29]

ابو عبید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی میں گوشت پکایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس میں سے بکری کا دست دے دو۔ میں نے پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ طلب فرمایا میں نے پیش کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہ بار طلب فرمایا میں نے تین بار طلب فرمانے پر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری کے کتنے ہاتھ ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا عزوجل کی قسم جس کے

---

[28] (مشكاة المصابيح ، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء ، الفصل الثالث، 106/1، الحديث: 327-(28)، المكتب الإسلامي)

[29] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب علامات النبوة ، باب قوله صلى الله عليه وسلم ناولني الذراع، 311/8، الحديث: 14133، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م)

قبضہ میں میری جان ہے اگر خاموش رہتا تو اس وقت تک مجھے ایک ایک ہاتھ ملتا رہتا جب تک کہ میں طلب کرتا۔[30] یہ واقعہ اس واقعہ کے علاوہ جو اُوپر گزر چکا ہے جیسا کہ امام زرقانی وغیرہ نے اس بارے میں خبر دار کیا ہے۔

**مجمع الزوائد** میں ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبد اللہ کی مجلس میں بنو غفار کے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھ سے فلاں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بکری کا ہاتھ دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا دوبارہ طلب فرمایا پیش کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا تیسری بار طلب فرمایا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہی ہاتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں اس میں جس قدر مانگتا جاتا اسی قدر حاصل کرتا جاتا۔ اس کو احمد نے بیان کیا مگر راوی کا نام مذکور نہیں۔[31]

سید الکونین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود یہ جاننے کے کہ بکری کے دست دو ہی ہوتے ہیں تیسری بار تیسرا دست طلب فرمانا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی تشریح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو مجھے دست پر دست دیتے رہتے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے دست پر دست پیدا کرتا جاتا مگر دینے والے کی عجلت (جو کہ انسان کی فطرت میں ہے) نے اسے یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ بکری کے دو دست ہوتے ہیں اور مدد رک گئی کیونکہ یہ تو ایک سلسلہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری رکھا جانا تھا صرف اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کائنات کے سردار ہیں ان کی فضیلت وعزت مقصود تھی۔ اگر دینے والا ادب کے ساتھ خاموش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند پر بکری کا دست پیش کرتا جاتا تو یہ اس کی طرف سے اظہارِ تشکر ہوتا جو اس کے ہاتھ پر اس سلسلے کو جاری رکھنے کا سبب بن جاتا مگر اس نے مددِ خداوندی کے سلسلے کا اپنی جانب سے بصورت انکار سامنا کیا جس پر کرم کی وہ لہر واپس چلی گئی کیونکہ اسے پذیرائی نہ ملی اور عظیم معجزے کا مشاہدہ فقط اسی کو ہو سکتا تھا جس میں تعلیم کی خصوصیت کا دل ہوتا اور اس میں اپنی طرف سے کوئی ادنیٰ شائبہ تک بھی نہ ہوتا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی پیوند کاری سے اسی لئے روکا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیوند کاری کرنے والوں کا اکرام فرماتے ہوئے ان کے لئے ایسا معجزہ ظاہر فرماتے جو کھجور کے درختوں کی پیوند کاری کے ذریعہ اصلاح کے عام قاعدے کو توڑ دیتا اور انہیں بغیر پیوند لگانے کے مقصد حاصل ہو جانے کی سہولت مل جاتی۔ اس کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ کھجور کے درختوں کو پیوند کاری کی ضرورت عام قاعدے کے مطابق ہوتی ہی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طرح ان کے تمام امور کو جانتے ہیں مگر جیسا کہ اس قوم میں کچھ افراد کے دل اس بات پر پوری طرح مطمئن نہ تھے کہ اگر پیوند کاری نہ کرے تو درست تھا بلکہ وہ اپنے خیال میں اپنی اس دُنیوی راسخ (دنیاوی) معلومات پر قائم رہے جو فنِ زراعت سے متعلق تھی اور ان کی اس بات پر اٹل تھے کہ کھجوروں کی اصلاح کا دارومدار فقط پیوند کاری پر ہوتا ہے لہٰذا اکرمِ نبوی نے اپنے شایانِ شان محل نہ پایا تو لوٹ گیا اور یہی وجہ تھی کہ

---

30) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب علامات النبوة ، باب قوله صلى الله عليه وسلم ناولني الذراع، 311/8، الحديث:14136، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م)

31) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب علامات النبوة ، باب قوله صلى الله عليه وسلم ناولني الذراع، 311/8، الحديث:14137، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م)

بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انہی کے اسباب کی طرف لوٹ جانے کو کہا جو ان کے ہاں رائج اور راسخ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اپنے دنیا کے امور بہتر جانتے ہو یعنی اپنے دنیوی مسائل کے سلسلے میں اپنی معلومات کے تقاضے نبھاؤ۔

یہاں ہم اپنے اس موقف کہ آپ نے اس معاملے میں قطعاً خطا نہیں کی بلکہ آپ اپنی جگہ درست تھے اس کی تائید اور دلیل کے طور پر شیخ عارف باللہ صاحب ابریز علیہ الرحمہ کی وہ گفتگو نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس سلسلے میں سوال کئے جانے پر فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "اگر تم یہ پیوند کاری نہ کرو تو بہتر رہے گا" حق اور سچ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس یقین کے باعث ادا ہوا کہ فاعل حقیقی بالاطلاق اللہ جل شانہ کی ذات والا صفات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حتمی یقین فعلِ الٰہی کے تمام ممکنات میں براہ راست جاری ہونے کے مشاہدے پر مبنی تھا کیونکہ ہر ذرے کے سکون، ہر حال کی حرکت، ہر دل کی دھڑکن، ہر رگ کا پھڑکنا، ہر آنکھ کا کھلنا بند ہونا، ہر ابرو کے اشارے کا فاعل حقیقی براہ راست اللہ ہے اور اس امر کو اور اس کے علاوہ تمام محسوسات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ کرتے ہیں اور مشاہدے کی یہ کیفیت بیداری اور خواب دونوں حالتوں میں بدستور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل رہی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مشاہدہ سے شادکام ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ترقی کرتا ہوا شہُود وعیان کی طرف جانکلتا ہے اور قولِ باری تعالیٰ: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ o (پارہ ۲۳، سورۂ الصفت، آیت ۹۶) ﴿**ترجمہ:** اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔﴾ اور مصداق اس کے ہاں ایک دائمی مشاہدہ جاری رہتا ہے جو غائب نہیں ہوتا اسے یقین کی ایسی کیفیت حاصل ہوتی ہے جو اس مشاہدے کے لائق ہو اور وہ مذکورہ آیت پر اس جزم اور یقین کے ساتھ ایمان رکھتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی طرف کسی فعل کی نسبت کا خیال تک نہیں گزرنا چاہیے یہ خیال چیونٹی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ ایسا یقین جس کی کیفیت یہ ہو کہ وہ سارے اسباب کو ختم دیتا ہے اور اشیاء اس سے متاثر ہوتی ہے اور یہ سرِ الٰہی ہے جس کے ساتھ کوئی سبب باقی رہتا ہے اور نہ کوئی واسطہ۔ ایسے مقام پر فائز ہونے والا اسباب کے ساقط ہو جانے کی طرف اشارہ کرے اور فعل کی نسبت رب الارباب کی جانب کرے تو اس کا قول حق اور اس کا فعل حق اور اس کا کلام صادق ہوتا ہے۔

جو ایمان بانصیب رکھتا ہو اسے قول باری تعالیٰ: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ o (پارہ ۲۳، سورۂ الصفت، آیت ۹۶) ﴿**ترجمہ:** اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔﴾ میں مشاہدے کا حمل نہیں ہوتا بلکہ وہ افعال کی نسبت اس کی طرف کرتا ہے اور جس کے ہاتھ سے اسے صادر ہوتے دیکھتا ہے اگر اس آیت کے معنی اور فعل کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے کی طرف کوئی چیز کھینچتی ہے تو فقط اس کا وہ ایمان ہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے بخشا ہوتا ہے گویا اس کے ہاں دو جاذب قوتیں ہوتی ہیں ایک اس کے رب کی طرف سے اس کا ایمان جو اسے حق کی طرف کھینچتا ہے اور دوسری جاذب قوت اس کی اپنی طبیعت کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ فعل غیر سے مشاہدہ کرنا ہوتا ہے جو اسے باطل کی طرف لے جاتا ہے الغرض وہ ہمیشہ انہی دو چار قوتوں کے درمیان ہی رہتا ہے کبھی اس کے ایمان کی جاذب قوت اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ وہ اس آیت وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ o (پارہ ۲۳، سورۂ الصفت، آیت ۹۶) ﴿**ترجمہ:** اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔﴾ کے ساتھ ایک دو ساعت حاضر رہتا ہے اور کبھی اس کی طبعی جاذب قوت اس قدر قوی ہو جاتی ہے کہ وہ اسے ایک یا دو دن تک آیت

مذکورہ کے مفہوم سے غافل رکھتی ہے اور غفلت کے اس عرصے میں خارق عادت یقین منفی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی پیوند کاری نہ کرنے کی صورت میں فصل کی جس بہتری کی طرف اشارہ فرمایا تھا وہ واقع نہ ہوئی کہ صحابہ کی جماعت کے بعض افراد کا وہ خَارِق یقین (پختہ یقین) اس وقت موجود نہ تھا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احاطہ کر چکے تھے اور جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے الہامی کلام حق ادا ہوا تھا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان سے کہا ان سے واقعہ ہونے میں علت دیکھی اور یہ جان لیا کہ یہ علت ان صحابہ کے بس کا روگ نہیں تو اس وقت انہیں ان کی حالت پر باقی رہنے دیا اور فرمایا تم دنیوی معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔

بہر حال یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی پیوند کاری کے بارے میں خطا کی جیسا کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبید سے تیسری بار بکری کا دست طلب کرنے میں غلطی فرمائی۔

**درسِ توکل**﴾ اس میں شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صحیح تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ صحابہ کی اس جماعت کو خرق عادت کے ذریعے صاحبانِ برکت و فضیلت بنا دیں مگر کسی مانع و عارض کے درمیان میں آجانے کے باعث یہ خرقِ عادت بجائے ظاہر ہونے کے پیچھے چلی گئی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے جب ام مالک کے برتن سے برکت چلی گئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت ڈال دی تھی جبکہ اس نے برتن کو خالی کر لیا تھا تو پھر اس سے گھی کا سلسلہ رک گیا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ قصہ یوں ہے:

أَنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا [32]

یعنی ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو جس برتن میں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی بھیجتی تھی اس میں ان کو کچھ گھی مل جاتا ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے ایک اس برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے برتن کو نچوڑ لیا؟ انہوں نے کہا جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے (گھی) اسی طرح ملتا رہتا۔

مسلم نے حضرت جابر سے روایت کی کہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ [33]

---

[32] (صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، باب في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم ، 1784/4، الحديث: (4227)-2280، دار إحياء الكتب العربية)

[33] (صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، باب في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم ، 1784/4، الحديث: (4228)-2281، دار إحياء الكتب العربية)

یعنی ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کچھ کھانا طلب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف وسق (ایک سو بیس کلو گرام) جُو دے دیئے وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کا مہمان وہ جُو کھاتے رہے حتیٰ کہ ایک دن انہوں نے ان کو ماپ لیا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو نہ ماپتے تو وہ جُو کھاتے رہتے اور وہ جُو یونہی باقی رہتے۔

گویا وزن کرنا اس کے کم ہونے کا باعث تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوپر کے دونوں واقعات کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ علماءِ کرام کہتے ہیں کہ ام مالک انصاریہ کا گھی کے ڈبے کو نچوڑ لینا اور بدوی کا تول لینا اللہ تعالیٰ سے رزق عطا فرمانے کے فعل پر توکل و تسلیم اختیار کرنے کی نَقِیض (توڑنے والی) ہے اور اس میں اپنی کوشش و قوت کے ذریعے تدبیر کرنے اور اخذ کرنے کا عمل موجود ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم و فعل کے اسرار کا احاطہ کرنے کی کوشش بھی کار فرما تھی لہٰذا ایسا کرنے والے کو فضل الٰہی کے زائل ہونے کی سزا دی گئی۔ [34]

امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا حدیث کہ اپنے طعام وزن کر لو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی اس سے کوئی تعارُض (اعتراض) نہیں کیونکہ ضرورت سے زائد یا کم نہ ہو یا یہ کہ چیزوں کو فروخت کر کے اور گھر میں لے جاتے وقت وزن کر لو یہ خیانت کے خدشہ کے پیش نظر کہا گیا یا اس کا یہ مفہوم ہے کہ جو کچھ تم خرچ کے لئے نکالو اسے تول لو۔ [35]

**قاعدۂ اسلامیہ**﴾ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ مبارک شریعت ساز تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مسائل کو عملی طور پر حل فرمایا جس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف "البشریۃ لتعلیم الامۃ" میں عرض کر دی اور بعض مسائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے امتحان پر موقوف فرمائے اگر وہ امتحان میں کامیاب ہوئے تو دائمی طور پر تا قیامت امت کو سہولت ملی ورنہ مسائل کو ان کے حال پر چھوڑا مثلاً بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کے تعین کے اظہار کے لئے تشریف لائے لیکن بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جھگڑے کو دیکھ کر فرمایا کہ اب اس کا علم اُٹھا لیا گیا ہے فلہٰذا اسے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ [36] (مفہوم)

یونہی بھیڑیا حاضر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رزق کا تعین کرائے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ریوڑ میں ایک بکری انہیں دے دیا کرو انہوں نے عرض کی ایسے کون کر سکتا ہے کہ اپنی بکری یونہی دے دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیئے کو اشارہ فرمایا کہ جاؤ جہاں سے جو کچھ ملے لے لیا کرو۔ (مفہوم)

اس قسم کی احادیث فقیر کے رسالہ "موذی اور لاعلمی" میں دیکھئے۔

**باب ۲**﴾ شریعت کی نزاکت سے ہٹ کر سطحی طور پر اس حدیث کو لے کر دیوبندی وہابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک پر سخت چوٹ کرتے ہیں اور قاعدہ کلیہ کے طور پر کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی امور میں یکسر بے خبر تھے۔ اسی قاعدہ پر براہینِ قاطعہ میں لکھا کہ حضور علیہ

---

[34] (شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تكثير الطعام القليل ببركته ودعاءه صلي الله عليه وسلم، 57/7، دار الكتب العلمية بيروت)

[35] (شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تكثير الطعام القليل ببركته ودعاءه صلي الله عليه وسلم، 57/7، دار الكتب العلمية بيروت)

[36] (صحيح البخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب رفع معرفة ليلة القدر لتلاحي الناس، 711/2، الحديث: 1919، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

السلام سے شیطان وملک الموت کا علم زیادہ ہے۔ اسی قاعدہ پر اشرف علی تھانوی نے الافاضات الیومیہ میں لکھا کہ آپ سے سیاسی لوگ سیاست میں زائد علم رکھتے تھے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ ادھر وہ خود اقراری ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق جمیع مخلوق سے اعلم رہیں لیکن جب تفصیل کا موقعہ آتا ہے تو دنیاوی معاملات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یکسر بے خبر ثابت کرتے ہیں ان کا استدلال حدیث مذکورہ سے ہے وہ بھی صرف اسی لئے کہ ان کے رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اسماعیل دہلوی سے جو گستاخیاں سرزد ہوئیں وہ صحیح ثابت کی جاسکیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے گدھے سے بدتر[37] (معاذ اللہ) (صراط مستقیم) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے[38] (براہین قاطعہ) کیونکہ ملک الموت اور شیطان کا علم دنیاوی باتوں سے متعلق ہے اسی لئے ان کا علم زائد ہو جائے تو کیا حرج ہے؟

**اجمالی جواب**﴾ فقیر نے مقدمہ میں احادیث مبارکہ لکھی ہیں جن میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں اور ایک حدیث میں صریح ہے کہ أوتيت علم الأولين والآخرين

یعنی میں اگلے پچھلے تمام لوگوں کا علم عطا دیا گیا ہوں۔

اس حدیث شریف میں دینی، دنیوی جمیع علوم کے عطیہ کا دعویٰ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دینوی امور کے اظہار پر مامور ہیں اور دنیوی امور کے لئے مختار ہیں تاکہ امت کے لئے موجب کلفت ومشقت نہ ہو۔ (شرح شفاء)

لیکن کوشش فرماتے کہ امت دنیوی امور کو بھی دین کے تحت ڈھالنے کی عادی رہے یہاں تلقیح میں بھی یہی فرمایا کہ یہ لوگ توکل کریں تو تلقیح کی دائمی کلفت ومشقت سے بچ جائیں لیکن اُنہوں نے بے صبری دکھائی تو فرمایا: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ[39] یعنی تم اپنے امور دنیوی کو زیادہ جانتے ہو۔

لیکن افسوس کہ دیوبندیوں وہابیوں نے یہاں بھی خیانت کرکے غلط ترجمہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "تم مجھ سے زیادہ والے ہو" حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" تم اپنے دنیا کے کام کو ہی جانو لیکن علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کرنے کے لئے مخالفین نے حدیث کا ترجمہ ہی اپنی طرف سے کیا۔ اگر صرف ترجمہ پر مومنانہ نگاہ ہو تو مطلب ظاہر ہے کہ جب باغبانوں نے توکل پر عمل نہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطرق عرف زجر کے رنگ میں فرمایا: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفاء بحث معجزات میں اسی حدیث تلقیح کا جواب علامہ سنوسی سے بھی نقل فرماتے ہیں:

(ومن معجزاته الباهرة) أي آياته الظاهرة (ما جمعه الله له من المعارف) أي الجزئية (والعلوم) أي الكلية والمدركات الظنية واليقينية أو الاسرار الباطنية والأنوار الظاهرية (وخصّه به) أي ما خصه بِهِ (مِنَ الِاطِّلَاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا والدّين) أي ما يتم به إصلاح الأمور الدنيوية والأخروية واستشكل بأنه صلى الله تعالى عليه وسلم وجد الأنصار يلقحون

---

[37] (صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دھلوی، ص 169، اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور)

[38] (براہین قاطعہ از مولوی خلیل امبیٹھوی، ص 55، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

[39] حوالہ مذکورہ

النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا أو أخرج شيصا فقال أنتم بأمر دنياكم وأجيب بأنه إنما كان ظنا منه لا وحيا وقال الشيخ سيدي محمد السنوسي أراد أنه يحملهم على خرق العوائد في ذلك إلى باب التوكل وأما هنالك فلم يمتثلوا فقل أنتم أعرف بدنياكم ولو امتثلوا وتحملوا في سنة وسنتين لكفوا أمر هذه المحنة انتهى [40]

یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے معارفِ جزئیہ اور علومِ کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرارِ باطنہ اور انوارِ ظاہرہ جمع کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین ودنیا کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دے کر خاص کیا۔ اس پر یہ اشکال وارد ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ اور پھل زیادہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا انہوں نے چھوڑ دیا تو پھل نہ آئے یا کم آئے اور خراب آئے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرق وخلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور بابِ توکل کی طرف پہچانے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اپنے دنیاوی کاموں کو تم جانو اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اِمتثال کرتے (یعنی حکم کی تعمیل کرتے) تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اُٹھانی پڑتی۔ نتیجہ نکلا کہ ثبتوا على كلامه لفاقوا في الفن ولارتفع عنهم كلفة المعالجة [41]

یعنی اگر وہ اس کلام (توکل) پر ثابت رہتے تو فنِ زراعت میں فائق ہو کر ان سے ہمیشہ مشقت اُٹھ جاتی۔

**فائدہ** علامہ قاری اور علامہ سنوسی کی شرح سے کتنا صاف واضح ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلقیح کرنے سے منع فرمایا تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا جب پھل کم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیاوی کاموں کو جانو اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی سال دو سال اطاعت کرتے تو انہیں تلقیح کرنے کی محنت نہ کرنی پڑتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بابِ توکل تک پہنچا دینے کا ارادہ فرمایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی ودنیاوی تمام مصلحتوں پر مطلع فرمادیا ہے۔

**انتباہ** اس حدیث میں ایک لفظ ایسا بھی نہیں کہ جس کے یہ معنی ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو یا اس واقعہ میں علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے علم ہونے کی دلیل لینا اول درجہ کی خباثت نہیں تو اور کیا ہے۔

ایسے ہی علامہ قیصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فصل الخطاب میں فرمایا کہ ولا يعرب عن علمه صلى الله عليه وسلم مثقال ذرة في الارض ولا في السماء من حيث مرتبة وان كان يقول انتم اعلم بامور بينكم۔ [42] (فصل الخطاب)

---

40) (شرح الشفا في شمائل صاحب الاصطفا صلى الله عليه وسلم. القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى جل وعلا. الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات. فصل ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله تعالى له من المعارف والعلوم. 721/1. دار الكتب العلمية بيروت الطبعة: الأولى. 1421 هـ)

41) (شرح الشفاء. القسم الثالث فيما يجب للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وما يستحيل في حقه وما يمتنع. الباب الثاني فيما يخصهم في الأمور الدنيوية. فصل هذا حاله عليه الصلاة والسلام في جسمه. 338/2. دار الكتب العلمية بيروت الطبعة: الأولى. 1421 هـ)

42) یہ مخطوطہ ہے۔

یعنی حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین وآسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو۔

**فائدہ**ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیاوی امور کا علم ہے زمین وآسمان میں کوئی ذرہ ایسا نہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ ہو۔ ہاں اگر وہ اس نقصان کو کچھ سال دو سال برداشت کر لیتے تو انہیں نفع بھی ہوتا اور یہ محنت نہ اُٹھانی پڑتی تو معلوم یہ ہوا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیاوی علوم کا علم ہے دنیا کا کوئی امر قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ساری دنیا کو کف دست کی مثل ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ محاورہ عام ہے جب کوئی مصلحانہ و مخلصانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتا تو ہم بھی عام طور پر کہہ دیتے ہیں تو جان تیرا کام جانے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ متکلم اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہا ہے بلکہ مخاطب کو نصیحت قبول نہ کرنے پر اس سے گویا ناراضگی ظاہر کر رہا ہے۔

**خلاصہ کلام** حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" تم اپنے امور خوب جانتے ہو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی "کھجوری پیوند کاری" سے لاعلمی ثابت کرنا جہالت نہیں بلکہ حماقت و سفاہت ہے کیونکہ اس جملہ سے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے کھجوری پیوند کاری سے لاعلمی کا اظہار نہیں فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو توکل کا سبق دینے کے بعد انہیں بے صبری پر زَجر و توبیخ (ناراضگی کا اظہار) فرمایا کہ "تم جانو اور تمہارا کام" میں نے تمہارا بلکہ تمام امت کا تا قیامت بھلا چاہا لیکن تم نے عجلت میں اسے ضائع کر دیا۔ اس کی مثال پہلے گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی بھلائی کا کوئی ارادہ فرماتے تو بھی عجلت بازوں کی عجلت کی وجہ سے وہ بھلائی تمام امت کے لئے اُٹھالی جاتی ہے جیسے صحیح حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کا تعین ظاہر کرنے کے لئے تشریف لائے تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس معاملہ میں جھگڑتے دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے جھگڑے کی وجہ سے اب لیلۃ القدر کا تعین اُٹھالیا گیا ہے اسی لئے تم اسے بلا تعین رمضان شریف کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ وہی معاملہ یہاں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ توکل کر کے کھجوری پیوند کاری نہ کریں تاکہ اس کی مشقت تا قیامت امت کو نہ ہو لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عجلت کی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی غمگساری کی وجہ سے صحابہ سے ناراضگی کے رنگ میں فرمایا "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" لیکن افسوس یار لوگوں نے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی کی دلیل بنا ڈالا۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

**سربستہ راز** جیسا کہ فقیر نے اسی رسالہ میں عرض کیا ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ (معاذاللہ) شیطان وملک الموت کا علم حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے (براہین قاطعہ) اور سیاسی لوگوں اور دنیاداروں کو دینوی باتیں انبیاء علیہم السلام سے زیادہ معلوم ہوتی ہیں اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے عذر گناہ بدتر از گناہ کے مطابق غلط سلط طریقہ سے خاصہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں جو بجائے فائدہ کے ڈوب مرتے ہیں۔ اسی عذر لنگ سے ان کا ایک عذر "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" جس کی تفصیلی بحث عرض کر دی ہے۔ اب ان کے ایک مولوی منظور سنبھلی کی سنیئے وہ اپنے موقف پر بولتا ہے

> ظاہر ہے کہ اس خاص وسعت کی نفی سے (جو کمالاتِ نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی) مطلق وسعت کی نفی لازم نہیں آتی۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں جرمنی کے انجینئر کا علم تعمیرات کے بارے میں

علم امام ابو حنیفہ سے زیادہ وسیع ہے تو کوئی احمق سے احمق یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت امام ابو حنیفہ کے علم کو اس انجینئر کے علم سے گھٹا دیا۔[43] (سیفِ یمانی ،صفحہ۱۱، مطبوعہ کراچی)

**تبصرہ اُویسی غفرلہ**﴾اس احمق کو کون سمجھائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کے ساتھ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یا کسی اور امتی کو مثال میں پیش کرنے کا کیا فائدہ جبکہ انبیاء علیہم السلام علوم دینیہ و دنیویہ کے جامع ہوتے ہیں بخلاف دوسروں کے۔ چنانچہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں عرض کر دیا اور ان شاءاللہ آئندہ بھی بہت کچھ عرض کرے گا تو پھر بتایئے انجینئر اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال کو یہاں لانے کا عُذْرِ لَنْگ(کمزور عذر) نہیں تو اور کیا ہے؟

**دوسری مثال**﴾منظور سنبھلی سیفِ یمانی ،صفحہ۱۲ پر ایک اور مثال دیتا ہے کہ

اگر کوئی شخص کہے کہ گمراہی اور فسق و فجور میں مبتلا کرنے میں شیطان کا علم فلاں غوث وقطب سے زیادہ ہے تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کہنے والے نے ان غوث وقطب کے علم کو مطلقاً شیطان کے علم سے کم بتلا دیا بلکہ عقل سلیم اور نقل صحیح کا مقتضی ہی یہ ہے کہ علومِ شیطانیت میں شیطان ہی کا حصہ زیادہ ہے۔[44]

**تبصرۂ اُویسی**﴾قارئین غور فرمائیں کہ سطحی طور پر عوام کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی چابک دستی(تیزی) دکھائی حالانکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ غوث قطب تو اونچا مقام ہے ہر دیندار کو معلوم ہے کہ شیطان کس طرح گمراہ کرتا ہے اگر کوئی گمراہی و ہلاکت کی معلومات نہیں رکھتا تو وہ راہِ ہدایت کیسے پاسکتا ہے ؟ پھر اس مثال کو انبیاء علیہم السلام سے کیا تعلق۔

دراصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ نجس اور گندی اشیاء کے علوم انبیاء واولیاء کے لئے نہیں مانتے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے اس لئے کہ ہر ادنیٰ آدمی بھی جانتا ہے کہ شے کا علم اور ہے اور اسے عمل میں لانا شے دیگر۔

**ایک اور دھوکہ**﴾منظور سنبھلی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی طرح اہل حق کو کہتا ہے کہ

اے دوستی کے پردہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کرنے والو ذرا ہوش میں آؤ اور سنو ہمارے سرکارِ دوعالم کے بادشاہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب منور ایک شیشہ کے مانند ہے اور شیشہ کے اندر پری ہی اچھی معلوم ہوتی ہے اس پر کثرت سے مکھیوں کا بیٹھنا ہرگز اس کی زینت کا باعث نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ دنیا اور اس کے علوم

---

43) (سیفِ یمانی از منظور نعمانی(سنبھلی)،ص18،المشرق،اُردو بازار لاہور)

44) (سیفِ یمانی از منظور نعمانی(سنبھلی)،ص18،المشرق،اُردو بازار لاہور)

ہر گز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث کمال نہیں بلکہ دنیا اور اُمورِ دنیا سے علیحدہ رہنا ہی اہل اللہ کا کمال ہے۔ "الا بقدر الضرورة الدينية" [45]

ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر وہ حضراتِ قدسی صفات دنیاوی باتوں کی طرف توجہ فرمائیں تو ان میں بھی دوسروں سے زیادہ کمال حاصل کرتے ہیں لیکن ان کا کمال اسی میں ہے کہ وہ دنیا کی طرف زائد از حاجت متوجہ ہی نہ ہوں۔ ہم کہتے ہیں اسی حقیقت کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھلے الفاظ میں دی ہے: "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" یعنی تم اپنے امور دنیوی کو زیادہ جانتے ہو۔

اللہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے اس قدر بیزار ہوں کہ اس کو اپنی طرف منسوب بھی نہ فرمائیں اور مدعیانِ محبت (سنی بریلوی) قلب مبارک کو علومِ دنیا کا گنجینہ بتائیں۔ "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ"

**تبصرۂ اُویسی** قارئین غور فرمائیں کہ کیسی ہیرا پھیری سے اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پیر مارے دنیا کمینی نفرت کے کے بارے میں کسے اختلاف ہے اختلاف تو ہے کہ کیا آپ اُمور دنیا کو جانتے ہیں یا نہیں؟ منظور سنبھلی ایک طرف تو شیشہ کی مثال دے کر اس شیشہ پر علوم دنیا کا ہونا گندا داغ بتا رہا ہے پھر مان بھی رہا ہے کہ اگر توجہ فرمائیں تو دنیوی امور کو بھی جانتے ہیں یہی تو ہم کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور دنیا کو جانتے تو ہیں لیکن ان کا مقصد امورِ دنیا نہیں امورِ آخرت ہے۔ بہر حال مخالف نے ان لفظوں سے دنیوی امور کا علم مان کر پھر وہی ضد کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور پیوند کاری کا علم نہ تھا اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" فرمادیا اس پر منظور سنبھلی شفاء شریف سے عبارتوں سے دھوکہ دینا چاہتا ہے فقیر اس کی عبارت لکھ کر اس کی خیانت اور دھوکے کا پردہ چاک کرتا ہے۔

**دھوکہ باز کے دھوکے کا نمونہ** گذشتہ عبارت میں قارئین نے پڑھ لیا کہ اس نے خود لکھا کہ حضرات قدسی صفات دنیاوی باتوں کی طرف توجہ فرمائیں تو ان میں بھی دوسروں سے زیادہ کمال حاصل کر سکتے ہیں اب جو عبارت شفاء شریف کی پیش ہے اسے اس کے ترجمہ میں پڑھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ شفاء شریف میں انہی دنیاوی امور کے متعلق سیفِ یمانی پر ارقام فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

"بہر حال وہ علوم جن کا تعلق دنیاوی باتوں سے ہو سو ان میں سے بعض کے نہ جاننے سے اور ان کے متعلق خلافِ واقعہ اعتقاد قائم کر لینے سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری نہیں (یعنی یہ ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیاوی باتوں کا علم نہ ہو)[46] اور اس نہ جاننے کی وجہ سے ان پر کوئی دھبہ بھی نہیں کیونکہ ان کی توجہ آخرت اور اس کی خبروں اور شریعت اور اس کے قوانین کے ساتھ متعلق ہے اور دنیوی باتیں ان کے برعکس ہیں بخلاف اور اہل دنیا کے جو اسی دنیاوی زندگانی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں۔" [47]

---

45) ایضاً

46) معاذ اللہ

47) (سیفِ یمانی از منظور نعمانی (سنبھلی)، ص19، المشرق، اُردو بازار لاہور)

**تبصرۂ اُویسی** ﴾اس عبارت سے منظور سنبھلی نے ثابت کر دکھلایا کہ انبیاء علیہم السلام بعض دینوی امور سے بے خبر لاعلم ہوتے ہیں (معاذاللہ) اس سے اپنے عقیدے کا اثبات مطلوب ہے کہ وہ اُمورِ آخرت کے عالم ہوتے ہیں اور دینوی امور میں بعض باتوں سے جاہل۔ (معاذاللہ)

**صریح دھوکہ** ﴾مذکورہ بالا عبارت کی توضیح تو فقیر آگے چل کر عرض کریگا یہاں یہ عرض کر دوں کہ شفاء شریف میں مذکورہ عقیدہ دیوبند کے خلاف صاف لکھا ہے کہ وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ مَا جَمَعَهُ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ وَالْعُلُومِ وَخَصَّهُ بِهِ مِنَ الاطّلاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالدّينِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأُمُورِ شَرَائعِهِ وَقَوانِينِ دِينِهِ وَسِيَاسَةِ عِبَادِهِ وَمَصَالِحِ أُمَّتِهِ وَمَا كَانَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَهُ [48]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معارف وعلوم کا جامع بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مصالح (تمام فوائد) دنیا و دین کی آگاہی سے مخصوص فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کے جملہ امور اور قوانین دین وبندوں کی سیاست اور ان کی مصالح اور گذشتہ امتوں کے مصالح کی معرفت عطا فرمائی۔

اس کے بعد بڑی تفصیل سے ذرہ ذرہ کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واضح فرمایا۔

**فائدہ** ﴾عبارتِ مذکورہ جمیع مصالح دنیا و دین کی آگاہی کو چھوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی باتوں کا علم نہ تھا کا عقیدہ رکھنا کور چشمی (اندھا پن) اور نبوت دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

**عبارت شفاء شریف کی وضاحت** ﴾وہ عبارت جو منظور سنبھلی نے سیفِ یمانی، صفحہ ۱۲، ۱۳ پر شفاء شریف سے نقل کی ہے اس میں دھوکہ دیا ہے وہ اس لئے کہ اس نے شفاء شریف کی اصلی بحث کا پس منظر نہیں لکھا یا سرے سے بغض نبوت کے نشہ میں پڑھا ہی نہیں یا پڑھا ہے تو تعصب مذہبی سے اپنا بیڑہ غرق کیا اور ساتھ اپنی جماعت دیوبند کا بھی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عبارت میں ایک علمی بحث لکھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دینی امور کے متعلق فرمائیں اس پر امت کو عمل کرنا واجب ہے اس پر عمل نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دینوی امر کے متعلق حکم فرمائیں یا مشورہ دیں تو امت کا اختیار ہے کہ اس پر عمل کریں تو اجر و ثواب پائیں گے ورنہ گنہگار نہ ہوں گے اس قاعدہ کی ہمارے ہاں بیشمار مثالیں ہیں۔

**منظور سنبھلی نبوت دشمنی میں اندھوں سے بدتر ھے** ﴾قارئین شفاء شریف مشہور کتاب ہے عربی کے علاوہ اردو میں بھی شائع ہوئی ہے جلد دوم بالعصمہ سے جہاں منظور نعمانی سنبھلی نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے وہ مضمون حکم دینی و دنیاوی پر عمل کرنے اور نہ کرنے کی تفصیل ہے اس میں منظور سنبھلی نے ایک ٹکڑا لے لیا جس کا مفہوم و مطلب کچھ ہے اور منظور نعمانی سنبھلی نے دشمن نبوت کا ثبوت دے کر سیاق وسباق کی پرواہ کئے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو لاعلم (جاہل) ثابت کر دکھلایا۔ معاذ اللہ

---

[48] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، القسم الأول (في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا) ، الباب الرابع ففيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات ، فصل ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله له من المعارف والعلوم ، 354/1 ، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع عام النشر : 1409 هـ 1988 م)

**انبیاء علومِ دنیا و دین کے جامع ہوتے ہیں** ﴾ قاضی عیاض مذکورہ عبارت سے پہلے مستقل ایک فصل کا آغاز بھی انبیاء علیہم السلام کو جامع علوم کے ہونے سے فرمایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

قَالَ الْقَاضِي أَبُو الْفَضْل وَفَّقَه اللَّه قَد بَان بِمَا قدمناه عُقُود الْأَنْبِيَاء فِي التَّوْحِيد وَالْإِيمَان وَالوَحي وَعِصْمَتُهُم فِي ذَلِك عَلِيّ مَا بيناه. فأَما مَا عَدَا هَذَا الْبَاب من عُقُود قُلُوبهِم فجماعها أنَّهَا مملوءة علما ويقينا عَلَى الجملة. وأنها قَد احتوت مِن المعرفة والعلم بأمور الدين والدنيا ما لا شيء فوقه وَمِن طالع الأخبار واعتنى بالحديث وَتأمل مَا قلناه وجده وَقَد قدمنا مِنْه فِي حَقّ نبينا صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّم فِي الْبَاب الرابع أَوّل قسم من هَذَا الْكِتَاب مَا ينبه عَلَى مَا وراءه۔ [49]

یعنی قاضی ابوالفضل (عیاض) رحمۃ اللہ تعالیٰ انہیں اللہ توفیق دے جو ہم نے بیان کیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے توحید و ایمان اور وحی میں عزائم (ارادے) اور ان کی اس بارے میں عصمت کا ہم نے مکمل بیان کیا بہر حال اس کے ماسوا اس بارے میں ان کے قلوب کے عقود علم و یقین سے بھرپور ہیں ان کے قلوب امور دین اور دنیا امور کی معرفت کو حاوی ہیں ایسے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہ ہو گا جس نے احادیث و اخبار کا مطالعہ کیا ہو گا اور غور و فکر سے کام لیا ہو گا تو جو ہم نے کہا اسے اس نے پایا ہو گا اور ہم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی اسی کے متعلق اسی کتاب کے چوتھے باب کی قسم اول میں بیان کیا ہے وہاں پڑھیں تو اس کے علاوہ بھی اور باتیں سامنے آئیں گی۔

**فائدہ** ﴾ اس تمام عبارت میں سورج سے زیادہ روشن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب علومِ دنیا و دین کے جامع اور بھرپور ہوتے ہیں لیکن

؎ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ صرف اسی مسئلہ میں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا و دین کے علوم کے جامع ہوتے ہیں ہر ایک کا باب باندھا ہے اور بڑے دلائل سے ثابت فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جامع علوم دنیا و دین ہیں اور وہ عبارت فقیر نے اسی رسالہ کے اسی بحث کے آغاز میں نقل کی ہے۔

**مزید توضیح** ﴾ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ منظور نعمانی کی پیش کردہ عبارت کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام امورِ دین کی خطاء سے تو بالکلیہ معصوم ہوتے ہیں اسی لئے اس کے بارے میں جو حکم فرمائیں وہ واجب التعمیل ہے۔ یہ عصمت بمنزلہ شرط کے ہے لیکن دینوی امور میں بھی معصوم ہوتے ہیں ہاں انہیں جو حکم فرمائیں وہ واجب التعمیل نہیں یعنی اس میں عصمت شرط نہیں اور ظاہر ہے کہ کسی شے کا شرط نہ ہونا لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اپنی امتوں کو دنیاوی زندگی بسر کرنے کی تعلیم ہوتے ہیں اور امت کو ان کی سیرت اپنانے کا حکم ہوتا ہے اسی لئے ان امور کا انبیاء علیہم

---

[49] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى. القسم الثالث فيما يجب للنبي صلى الله عليه وسلم وما يستحيل في حقه الباب الأول فيما يختص بالأمور الدينية والكلام في عصمة نبينا عليه الصلاة والسلام وسائر الأنبياء صلوات الله عليهم. فصل قال القاضي أبو الفضل وفقه الله قد بان بما قدمناه عقود الأنبياء، 115/2، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع عام النشر: 1409 هـ 1988 م)

السلام کو علم تو ہوتا ہے لیکن محض تعلیم کے اعتبار سے ایسے اطوار کر گزرتے ہیں جن میں بظاہر لاعلمی کا شبہ پڑتا ہے اس بحث کو فقیر نے ایک ضخیم تصنیف "البشریة لتعلیم الامة" میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔

**نعمانی سنبھلی جیسے احمق اور پاگل لوگ** ﴾انبیاء علیہم السلام کے لئے امورِ دنیا کی عصمت شرط نہ ہونے سے ان پر لاعلمی کی تہمت لگانا احمقوں اور پاگلوں کا کام ہے چنانچہ منظور نعمانی کی پیش کردہ عبارت کے بعد خود قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے لکھتے ہیں کہ

ولکنه لَا يقال انهم لَا يعلمون شَيْئًا من أمر الدُّنْيَا فان ذَلِك يؤدي إِلَى الغفلة والبله وهم المنزهون عَنْه بَل قد أرسلوا إِلَى أهل الدُّنْيَا وقلدوا سياستهم وهدايتهم والنظر فِي مصالح دينهم ودنياهم. وَهَذَا لَا يَكُون مَع عدم الْعِلْم بأمور الدُّنْيَا بِالكلية. وأحوال الْأَنْبِيَاء وسيرهم فِي هَذَا الْبَاب معلومة ومعرفتهم بِذَلِك كله مشهورة [50]

یعنی یہ نہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو امر دنیا کو کوئی علم نہیں کیونکہ یہ تو ان کی دنیا سے غفلت و بے خبری پر دلالت کرتا ہے اور وہ غفلت و بے خبری کی تہمت سے منزہ و پاک ہوتے ہیں بلکہ وہ اہل دنیا کی طرف دینوی امور کی تعلیم کے لئے تو مَبۡعُوث(بھیجے) ہوئے ہیں اور اسی لئے بھیجے گئے ہیں تا کہ اہل دنیا اپنے سیاسی امور اور دینوی امور کی ہدایت پائیں اور ان کی اقتداء کریں اور انہیں ان کے مصالح دنیا و دین پر پوری نظر ہوتی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ انہیں امورِ دنیا سے بالکل بے خبری ہوتی ہے انہیں اس بارے میں امور معلوم ہوتے ہیں اور ان کی ہر طرح سے انہیں معرفت ہوتی ہے اور یہ مشہور بات ہے۔

**تبصرۂ اُویسی** ﴾افسوس کہ منظور نعمانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر لاعلمی کی تہمت جڑ دی اور ادھوری عبارت نقل کرکے اپنا انجام برباد کیا اور ساتھ ہی اپنی جماعت دیوبند کا بھی بیڑا اغرق کیا۔ فقیر نے شفاء شریف کی اول و آخر عبارت(سیاق وسباق) مکمل نقل کی ہے اس سے قارئین یقین کرلیں کہ نعمانی اور ان کی جماعت کا بہتان کتنا عظیم ہے۔

**امام خفاجی وامام علی قاری** ﴾امام خفاجی اور امام علی قاری رحمۃ اللہ علیہما کا بیان پڑھئے دو محقق اماموں نے شفاء شریف کی بہترین شرحیں لکھی ہیں ان کا بیان بھی پڑھ لیجئے کہ وہ نعمانی سنبھلی کی خیانت کا کس طرح پردہ چاک کرتے ہیں۔نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے:الحاصل أن الأنبياء، عليهم الصلاة والسلام، كلهم لا بد لهم من العلم بالعقائد والشرائع، والوحي يقينا من غير شك وشبهة۔

وأما أمور الدنيا لبخسها، فلا يلزم العلم بها لكنهم، عليهم الصلاة والسلام، لكونهم أكمل الناس فطنة وعقلا لا يكثر عدم علمهم بها، وإنما يكون ذلک فی النادر۔ [51]

---

[50] حوالہ مذکورہ

[51] (نسيم الرياض شرح شفاء، القسم الثالث فيما يجب للنبي صلي الله عليه وسلم وما يستحيل في حقه، فصل في حكم عقد النبي صلي الله عليه وسلم في التوحيد والشرع و المعارف والأمور الدينية،5/218، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے علمِ عقائد و شریعت اور علمِ وحی کا جاننا لازم و ضروری ہے بغیر کسی شک و شبہ کے اور رہا اُمورِ دنیاوی کا علم تو وہ اپنی خاصیت کی بناء پر انبیاء علیہم السلام کے حسبِ حاصل نہیں اسی وجہ سے اُس کا علم اُنہیں لازم نہیں لیکن انبیاء علیہم السلام لوگوں میں سب سے بڑھ کر عقل و شعور والے ہوا کرتے ہیں بعینہٖ سبب ایسا بھی نہیں کہ اس کا علم انہیں بکثرت نہ ہو بلکہ ہوتا ہے اور کسی کسی چیز کا علم نہ ہونا تو وہ شاذ و نادر میں شمار ہوتا ہے۔

وہ بھی تعلیم کے لئے جیسے فقیر نے "البشریۃ لتعلیم الامۃ" میں واضح کیا ہے۔

**فائدہ** ان نوادر میں بھی لاعلمی کی تہمت نہیں لگانی چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی یا عدمِ توجہ بھی لاعلمی نہیں۔ شرح شفاء علی قاری میں لکھتے ہیں کہ (وھذا) أی ما ذکر (لا یکون) أی لا یتصور (مع عدم العلم بأمور الدّنیا بالکلّیّۃ) نعم قد یکون لھم عدم علم ببعضھا لعدم التفاتھم إلیھا فی الأمور الجزئیۃ [52]

یعنی اور یہ جو ذکر کیا ہے متصور نہیں بالکلیہ اُمورِ دنیا میں عدمِ علم کے ساتھ ہاں کبھی اُن کے لئے بعض سے عدمِ علم ہوتا ہے اُمور جزئیہ میں اُس جانب جہاں ذہن نہ جانے کی بناء پر۔

یعنی ان کے بعض امور میں لاعلم عدمِ اِلتفات (توجہ نہ ہونے) کی وجہ سے ہوتی ہے۔

**دیوبندیوں کے پیرانِ پیر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** شمائمِ امدادیہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں کہتا ہیں کہ (اہل حق انبیاء واولیاء وغیرہ) جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات (غیوب) کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے۔ [53] (اس کے بعد ایک دو مثالیں عدم التفات کی لکھی ہیں۔)

**فائدہ** ثابت ہوا کہ لاعلمی اور بات ہے اور عدمِ التفات شے دیگر اور عدمِ التفات کو لاعلمی لازم نہیں یہی بات خود نعمانی نے بھی لکھی ہے لیکن دروغ گورا حافظہ نباشد یعنی جھوٹے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

**نوٹ** عدمِ التفات میں علم کی نفی نہیں ہوتی اس کی بے شمار مثالیں ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں۔

---

[52] (شرح الشفا للقاضي عیاض، فیما یختص بالأمور الدینیۃ والکلام الخ، فصل قال القاضی أبو الفضل قد بان مما قدمناہ عقود الأنبیاء فی التوحید والإیمان، 211/2، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[53] (شمائم امدادیہ، حصہ دوم، ص 61، کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، مغربی پاکستان)
(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، مقالات شریفہ حصہ دوم، قول: 129، ص 79، اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ چوک، اردو بازار، لاہور)

**قرآن سے استدلال**﴿حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا دینوی امور کامل بلکہ اکمل ہونے کی قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں مثلاً داؤد علیہم السلام کا زرہیں بنانا، سلیمان علیہ السلام کا ملکی امور کا مکمل طور پر سنبھالنا، موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق متعدد امور قرآن مجید میں ہیں۔ فقیر صرف ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہے۔

**یوسف علیہ السلام اور امورِ زراعت**﴿قرآن مجید میں یوسف علیہ السلام کا قصہ بارہویں پارہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ قحط سے بچنے کی آپ علیہ السلام نے ایک تدبیر بتائی: فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ (پارہ۱۲، سورۂ یوسف، آیت ۴۷)

**ترجمہ:** تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو۔

**فائدہ**﴿یوسف علیہ السلام نے گیہوں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بتایا جو آج تک جاری ہے کہ اگر غلہ کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے تو اسے بھوسے میں رکھا جاتا ہے یہ بھی امورِ دنیا کے علم میں سے ہے حالانکہ اس سے قبل حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ تو کبھی کاشتکاروں کی صحبت حاصل کی اور نہ ہی کچھ کسی سے سیکھا یہ علم لدنی کی وجہ سے انہیں جملہ امورِ دنیا پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا:

اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ○ (پارہ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۵۵)

**ترجمہ:** مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

**فائدہ**﴿غور فرمایئے کہ ملکی انتظامات کا سنبھالنا معمولی بات نہیں لیکن ضرورت پڑی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جملہ ملکی امور جانتا ہوں بعینہٖ اسی طرح دوسرے حضرات انبیاء امورِ دنیویہ کو جانتے ہیں لیکن نبوت کی شرائط میں سے نہیں ثابت ہوا کہ شے کا شرط نہ ہونا لاعلمی کی دلیل نہیں بن سکتا۔ یہی مقصد ہے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا لیکن نعمانی نے اپنی بے ایمانی کا ثبوت خوب ظاہر کیا۔

**خلاصۂ بحث**﴿منظور نعمانی سنبھلی کی پیش کردہ عبارت سے حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیوی امور کا علم نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ دینی امور میں تو امتی کو ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے باقی دنیوی میں اسے اختیار ہے عمل کرے یا نہ کرے یہ بھی رحمت ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافِ واقعہ امر فرمانا امت سے بوجھ ہلکا کرنا مطلوب تھا ورنہ اسلاف کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیوی امور بھی حجت ہوتے ہیں۔

وقول الرسول، صلى الله تعالى عليه وسلم حجة في الأمور الدنيوية وغيرها؛ لأنه إما بوحي أو باجتهاد لا يقر على الخطأ فيه (54)

[54] (نسيم الرياض شرح شفاء، القسم الثالث فيما يجب للنبي صلي الله عليه وسلم وما يستحيل في حقه، فصل (هذه) الأمور المذكورة في الفصل المقتدم، 41/6، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حجت ہوتا ہے امورِ دنیویہ وغیرہ میں بھی اس لئے کہ یا تو وحی سے ہو گا یا ایسے اجتہاد سے جس پر وہ قائم نہیں رہتے اگر اس میں خطاء ہو۔

فائدہ﴾ انبیاء علیہم السلام اور خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد فرماتے تاکہ اجتہاد کا طریقہ امت میں رائج ہو اس میں بظاہر کسی امر کے خلاف ہو جاتا تو وہ اس پر قائم نہیں رہتے اللہ تعالیٰ فوراً اس پر آگاہ فرما دیتا لیکن وہ خلاف امر بھی لاعلمی سے نہیں بلکہ تعلیم امت کے لئے ہو تاکہ کسی مُجتَہِد سے خطا ہو تو وہ مجرم نہ ہو بلکہ اسے خطاء پر ثواب ہو جیسے بخاری شریف میں ہے:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ [55]

یعنی جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ کر دے تو اُس کے لئے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اُس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

لیکن مخالفین اس طرزِ ادا کو بھی لاعلمی بتاتے ہیں لیکن قاضی عیاض نے اس مضمون کو متعدد احادیث شریفہ سے ثابت کر کے واضح فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا کسی امر کے خلاف عمل یا امر محض امت کی بھلائی مدِ نظر ہوتی ہے ان احادیث میں سے ایک یہی حدیث تلقیح ہے۔

**محدثین کرام کا موقف**﴾ حدیث تلقیح کے متعلق محدثین نے لکھا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو توکل سکھانا چاہا تھا لیکن وہ چونکہ اسباب میں عجلت پسند نکلے اس لئے ناراضگی کے طور پر فرمایا "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" اس حدیث کے تحت محدثین کرام فرماتے ہیں:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح شفاء میں لکھا: فلو صبروا على نقصان سنة أو سنتين لرجع النخيل إلى حاله الأول وربما أنه كان يزيد على قدره المعول وفى القضية إشارة إلى التوكل وعدم المبالغة فى الأسباب وقد غفل عنها أرباب المعالجة من الأصحاب والله تعالى اعلم بالصواب [56]

یعنی اگر وہ اپنے نقصان پر سال دو سال صبر کرتے تو ان کی کھجوریں پہلی حالت پر لوٹ آتیں بلکہ وہ اپنی مقدار سے بھی بڑھ کر ہوتیں اور اس میں توکل کا سبق دینا مطلوب تھا اور بتانا تھا کہ اسباب میں اتنا زیادہ زور لگانا اچھا نہیں لیکن کاروباری صحابہ اس راز کی طرف سے غافل تھے اسی لئے عجلت کی۔

**نکتہ**﴾ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے بارے میں کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے اللہ تعالیٰ کے لئے یا پھر امت کو مشقت میں ڈالنے والے امور میں ناراض ہوتے انہی میں سے ایک واقعہ یہی ہے کہ کھجوری پیوندکاری کا امر امت کے لئے مشقت تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اتارنا چاہتے تھے لیکن عجلت صحابہ سے یہ بوجھ ہلکا نہ ہو سکا اسی لئے ناراضگی سے فرمایا: "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ"

---

[55] (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب أو أخطأ، 6/2676، الحديث: 6919، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[56] (شرح الشفاء ، فيما يختص بالأمور الدينية والكلام الخ، فصل (هذه) الذي ذكرنا في الفضل الذي قدمنا الخ، 2/338، دار الكتب العلمية بيروت)

**علم ولاعلمی کا ضابطہ** فقیر اُویسی غفرلہٗ نے ایک رسالہ لکھا ہے "لاعلمی میں علم" اس میں دلائل و حقائق سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے امور میں خود کو لاعلم جیسا دکھاتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امور کا علم ہوتا ہے اور لاعلمی کے رنگ میں محض امت کی تعلیم مدنظر ہوتی ہے اور ایک اور وجہ، اس سے امت کا بھلا مطلوب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی شارح شفاء اپنی کتاب نسیم الریاض میں بیان فرماتے ہیں:

وان کان لا یخفی اللّٰہ تعالٰی عنہ علمہ اصلا کما قالہ بعض العارفین یظھرہ اللہ منہ لئلا یضل بہ بعض امتہ لتوھمہ انہ یعلم الغیب فیقعون فیما وقع فیہ النصاری فلذا کان یسترہ کما قال الابوصیری رحمہ اللّٰہ تعالٰی

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُولُ بِهِ حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ [57]

یعنی مخفی نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علم جیسا کہ بعض عارفین نے فرمایا ہاں بعض مواقع توجہ ہٹ جاتی تاکہ کوئی امتی گمراہ نہ ہو جائے کہ نبی غیب جانتا ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی امت گمراہ ہوئی اسی لئے وہ محض باتوں کو چھپایا کرتے جیسے کہ امام بوصیری نے فرمایا: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے تھے ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقلیں حیرت زدہ ہو جائیں ہم کو آزمائش اور محنت میں نہیں ڈالا۔ اس لئے نہ تو ہم شک و وہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہوئے"۔

**انتباہ** علماء کرام تو یہ عقیدہ رکھیں کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں کا بھی علم ہوتا ہے جس کے خلاف حکم صادر فرماتے تاکہ امت کا بھلا ہو لیکن دیوبندی وہابی صریح علوم کی احادیث میں الٹ پھیر کریں سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔(پارہ۱، سورۂ البقرہ، آیت ۱۰) **ترجمہ:** ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

**قرآنِ مضمون سے استدلال** قرآن مجید میں بعض آیات ایسی ہیں جن میں سے ظاہری طور پر کچھ ثابت ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔(پارہ۱۵، سورۂ الکھف، آیت ۲۹)

**ترجمہ:** اور فرمادو حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

**فائدہ** بظاہر اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ بندوں کے کفر پر ہے کیونکہ کفر ایمان دونوں کا اختیار دے رہا ہے آیت کے ظاہر سے یہی مطلب صحیح مان لیا جائے تو یہ صریح کفر ہے حالانکہ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت زَجر و عِتاب (سرزنش) کے طور پر ہے چنانچہ اس کا سیاق وسباق بتاتا ہے چنانچہ اس کے بعد فرمایا: اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ (پارہ۱۵، سورۂ الکھف، آیت ۲۹،۳۰)

---

[57] (نسیم الریاض شرح شفاء، القسم الثالث فیما یجب للنبي صلي الله علیه وسلم وما یستحیل في حقه، فصل قال المصنف، رحمه الله تعالی: (وأما ما یعتقده، 47/6، دار الکتب العلمیة بیروت)

**ترجمہ:** بیشک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریادرسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔ بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیگ (نیک اعمال) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔

**فائدہ**﴾ جس طرح آیت مذکورہ میں زجر و توبیخ مراد ہے یونہی حدیث "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" میں بھی زجر و توبیخ ہے جس کی تفصیل سابقہ اوراق میں وضاحت کے ساتھ آگئی۔

**عقیدہ فرقہ دیوبند**﴾ تلقیح والی حدیث سے استدلال کا مقصد دیوبندیوں کا یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ان کا علم شریف دنیا بھر کی باتوں کو محیط ہو۔[58] (سیفِ یمانی، صفحہ ۱۴) پھر شفاء شریف کی وہ عبارت پیش کر دی جو مذکور ہوئی۔

**جواب**﴾ شفاء کی عبارت کو پیش کردہ اُصولِ فقہ سے اپنی جہالت کا ثبوت پیش کر دیا ورنہ بات واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسائل میں اجتہاد فرماتے اگرچہ وہ کبھی واقعہ کے خلاف ہو وہ بھی لاعلمی سے نہیں بلکہ اس میں چند حکمتیں تھیں۔

(۱) معلم امت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجتہاد کرنے کا ثبوت مل جائے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملہ میں اجتہاد نہ فرماتے تو دنیا کے بعض امور معطل پڑ جاتے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں خطاء کا احتمال ہو جانا مجتہد کی خطا کو پناہ دینا مدنظر تھا تاکہ وہ آخرت میں پکڑا نہ جائے بلکہ اسے اجتہاد سے ثواب نصیب ہو چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو بھی ثواب ملتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں خطاء پر استقرار نہیں تھا بخلاف دوسرے مجتہدین کے کہ ان کی خطاء پر استقرار ہوتا ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اجتہاد کا موقعہ دیتے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اجتہادی بات پیش کرنا جائز ہے لیکن افسوس دیوبندیوں وہابیوں نے اس نزاکت نبوت سے آنکھ چرا کر الٹا اعتراض جڑ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لاعلم تھے (معاذ اللہ) حالانکہ اس واقعہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کا درس دیا اور خطار کار مجتہد کے لئے بخشش کا سبب بنایا مگر "ولكن الوہابية قوم لا يعقلون" یعنی وہابی ایسی قوم ہے جو عقل نہیں رکھتی۔

**فائدہ**﴾ صاحب نسیم الریاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: والتلقيح من ربط المسبب بالسبب ولو شاء الله صلحت الثمرة بدونه، وهو اعتقادنا، وقوله: "أنتم أعلم" لا ينافيه وفيه بحث فتدبر۔[59]

---

[58] (سیفِ یمانی از منظور نعمانی (سنبھلی)، ص 18، المشرق، اُردو بازار لاہور)

[59] (نسيم الرياض شرح شفاء، القسم الثالث فيما يجب للنبي صلي الله عليه وسلم وما يستحيل في حقه، فصل (هذه) الأمور المذكورة في الفصل المتقدم، 41/6، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بغیر تلقیح کے ان کے پھلوں میں اضافہ فرماتا یہی ہمارا اعتقاد ہے "أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" اس کے منافی نہیں اس میں بحث ہے فلہذا سوچیں۔

**انتباہ**﴾صاحب نسیم الریاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوچنے کی یہی دعوت دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو اسی اعتقاد پر پختہ کرنا چاہتے تھے کہ تلقیح (کھجوری پیوند کاری) بھی ایک سبب ہے اور اللہ تعالیٰ اسباب کے بغیر یہ کام کر سکتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے لیکن باغبانِ صحابہ نے عجلت سے کام لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "أَنْتُمْ أَعْلَمُ الخ" فرمادیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہ تھا بلکہ یہ تو زجراً (سرزنش کرتے ہوئے) کہا گیا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "أَنْتُمْ أَعْلَمُ" فرمانا ہماری تقریر کے منافی نہیں کیونکہ ہم یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم توکل پر صحابہ کو مضبوط کرنا چاہتے تھے لیکن وہ اس معیار پر صحیح نہ اترے تو انہیں زجراً (سرزنش کرتے ہوئے) فرمایا "فافهم فتدبر"

**مشورہ کی ھدایت**﴾کوئی کتنا بلند مرتبہ کیوں نہ ہو کسی وقت کم درجہ والے سے مشورہ مفید ہو تو اسے لے لینا ضروری ہے زمانۂ جہالت کے لوگوں کی عادت تھی کہ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کے مشورے ٹھکرا دیتے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کے لئے حکم دیا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ (پارہ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۹) **ترجمہ:** اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

چنانچہ اس تمام مضمون کی تائید نسیم الریاض میں ہے:

انما امره بذلک تطیبا لخاطر هم وقلوبهم ورفعا لمقدارهم لان کبراء العرب کانوا اذالم یشاور واشق ذلک علی نفوسهم فامره بذلک رعایة لهم وتشریعا لمن بعدهم وان کان صلی الله علیه وسلم اکمل الناس عقلا واشدهم رأیا واختلف فی ذلک فقیل کان فیما لم ینزل فیه وحی لیجتهد فیه ویجتهد وامعه فان الاجتهاد بحضرته جائز أیضا کما تقرر فی الاصول وقیل انه مخصوص بامور الدنیا ومصالح الحرب فانهم جربوها وقاسوا شدائدها۔ [60]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں تلقیح سے بچنے کا حکم فرما کر مشورہ قبول نہ کرنے پر "أَنْتُمْ أَعْلَمُ" فرمانا ان کے دلوں کو خوش کرنا مد نظر تھا اور ان کے مرتبہ کو بلند کرنا کیونکہ عرب کے بڑوں کی عادت تھی کہ ان سے مشورہ نہ لینا ان پر بار گراں محسوس ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر صحابہ کی رعایت مطلوب تھی اور آنے والی نسلوں کو حکم مَشْرُوع (مُقرر) کرنا تھا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے عقل میں اکمل اور رائے میں مضبوط تر تھے اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ اجتہاد کریں یا نہ کریں اور یہ امر جائز ہے کہ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اجتہاد کرتے جیسے علم الاصول میں ہے بعض نے کہا یہ اجتہاد صرف امور دنیا سے متعلق تھا اور حرب کے معاملات سے متعلق تھا اس لئے کہ وہ حرب میں آزمودہ کار تھے اور تکالیف کو برداشت کرنے والے۔

---

[60] (نسيم الرياض شرح شفاء، القسم الثالث فيما يجب للنبي صلي الله عليه وسلم وما يستحيل في حقه، فصل (هذه) الأمور المذكورة في الفصل المقتدم، 43/6، دار الكتب العلمية بيروت)

خلاصہ یہ کہ یہ "أَنْتُمْ أَعْلَمُ" میں علم کی نفی نہیں بلکہ اس میں مشورہ کے مسئلہ اور اجرائے اجتہاد مطلوب تھا لیکن مخالفین نے اسے اپنی کج فہمی میں لاعلمی پر محمول کر دیا۔

**انتباہ**﴾بدمذاہب کی عام طور پر عادت ہے کہ عبارت کو غلط طریق پر پیش کرتے ہیں کہ وہ عبارت نقل کر دی جس میں صرف ان کا اپنا مقصد ہو اور آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ دیتے ہیں شفاء شریف کی عبارت کے آخر میں جو علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کے طور پر ارشاد لکھا ہے اسے نعمانی نے چھوڑ دیا ہے وہ عبارت پہلے بھی بطورِ اِسْتِثْناء کے ہے اور ظاہر ہے کہ استثناء میں بعد کا حکم برعکس ہو جاتا ہے اگر نعمانی کو اصول کے ابحاث یاد نہیں تھے تو کم از کم شفاء شریف کی استثنائی عبارت کو نہ کھا جاتا۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ولكن هذا إنما يكون في بعض الأمور ويجوز في النادر وفيما سبيله التدقيق في حراسة الدنيا واستثمارها لا في الكثير المؤذن بالبله والغفلة وقد تواتر بالنقل عنه صلى الله عليه وسلم من المعرفة بأمور الدنيا ودقائق مصالحها وسياسة فرق أهلها ما هو معجز في البشر مما قد نبهنا عليه في باب معجزاته من هذا الكتاب. [61]

یعنی یہ عدم اِلْتِفات بھی بعض امور میں ہوتا اور ایسا بعض مواقع پر نادراً ہوتا جبکہ امورِ دنیا میں تَدْقِیق (غور و فکر) طلب معاملہ ہو اور مشورہ کے طور پر بھی فرمایا کرتے اور یہ بار بار نہ ہوتا جو کہ نبوت پر سفاہت و غفلت کا الزام آتا ہے ورنہ متواتر منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امورِ دنیا اور اس کے حقائق معلوم تھے پھر ان کے رہنے والوں کی سیاست کو بھی خوب جانتے تھے یہ بشر میں ایک معجزہ ہے جسے ہم نے اسی کتاب میں باب المعجزات میں بیان کیا۔

**تتمہ**﴾آخر میں فقیر چند نمونے پیش کرنا چاہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امورِ دنیا کے جملہ شعبہ جات میں کامل واکمل اور عارف و عالم تھے۔

(۱) پہلوانی ایک خالص دنیوی امر ہے رکانہ کو اپنی پہلوانی اور اس کے فن پر ناز تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فن پہلوانی کے طریق سے ایسا پچھاڑا کہ وہ دیکھتا رہ گیا اسے اپنی اس شکست سے نبوت کے کمال کا اعتراف کرنا پڑا جس پر اسے دولتِ ایمانی نصیب ہوئی۔

(۲) لکھنا پڑھنا ایک خالص دنیوی امر ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا کامل مکمل بلکہ اکمل طور پر علم تھا جیسا کہ صریح روایات اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتب حضرات کو کتابت میں تنبیہہ فرماتے کہ سین کا دندانہ کھول کر لکھو اور میم اور ہ کی آنکھ صاف لکھو وغیرہ وغیرہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "اُمی" تھے لیکن سب کچھ جانتے اس کی بہترین تحقیق فقیر کی تصنیف "پڑھا لکھا امی" میں ہے۔

(۳) تجارتی امور خالص دنیوی ہیں لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی مال ایسے حسن اسلوب سے بیچا کہ بڑے بڑے تاجر اس مہارتِ کاملہ کو دیکھ کر حیران اور انگشت بدنداں رہے۔ اس مضمون کو اگر پھیلایا جائے تو ضخیم کتاب تیار ہو گی۔ "والعاقل یکفیه الاشارہ" دانارا اشارہ کافیست

یعنی عقل والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

[61]) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، فصل هذا حاله في جسمه، 185/2، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409 هـ 1988 م)

هذا آخر مارقمه قلم

مدینے کا بھکاری

الفقیرالقادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ ‘

بہاولپور۔پاکستان

۱۱ربیع الاول،۲۶جون ۱۹۹۹ءبروز ہفتہ